شرح
حديث جبرئيل عليه السلام

:: اعداد وترتیب ::

طه سعید خالد

الداعية

بالمكتب التعاونى للدعوة والارشاد وتوعية

الجاليات بمكة المكرمة

فہرست

حدیث جبرئیل علیہ السلام

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص پر ہماری نظر پڑی جس کے کپڑے بہت زیادہ سفید اور جس کے بال بہت زیادہ کالے تھے۔اس کے حال سے سفر کے آثار ظاہر نہیں ہورہے تھے اور اسے ہم سے کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا۔یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنوں کو آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیا اور اپنی ہتھیلیاں آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیں،اور کہا: اے محمد!(ﷺ) مجھے بتائے اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے،نماز قائم کرے،زکات ادا کرے،رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تجھے وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔(یہ سن کر) اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔(عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم کو تعجب ہوا کہ خود پوچھتا ہے اور اس کی تصدیق بھی کرتا ہے(جیسے وہ پہلے سے جانتا ہو) پھر اس نے کہا: اچھا مجھے بتایئے ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر،اس کے فرشتوں پر،اس کی کتابوں پر،اس کے رسولوں پر،آخرت کے دن پر اور تقدیر کے خیر وشر ہونے پر ایمان لائے (یہ سن کر) اس شخص نے پھر وہی کہا: آپ نے سچ فرمایا۔پھر اس نے کہا: اچھا اب مجھے بتایئے احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے دیکھ نہ سکے تو (یہ سمجھ کر عبادت کر کہ) وہ بلاشبہ تجھ کو دیکھ رہا ہے، پھر اس نے کہا: اچھا مجھے بتایئے قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس بارے میں) جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی ہم دونوں اس میں برابر ہیں، نہ مجھے معلوم ہے اور نہ تم اس سے واقف ہو) پھر اس نے کہا اچھا مجھے بتایئے اس کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کی بعض نشانیاں یہ ہیں) لونڈی اپنی مالکن کو جنم دے گی،اور تو ننگے پیر، ننگے بدن محتاجوں اور بکریاں چرانے والوں کو اونچے اونچے مکانوں میں فخر کرتے ہوئے دیکھے گا۔(عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) وہ شخص (اس سوال وجواب کے بعد) چلا گیا اور میں ایک مدت تک ٹھہرا رہا (اور نبی ﷺ سے نہ پوچھا کہ یہ کون شخص تھا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو! یہ سوال کرنے

والا کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (رواہ مسلم)

فوائد حدیث

۱۔ یہ حدیث حدیث جبرئیل کے نام سے مشہور ہے جو دین کے اہم اصول و بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔قاضی عیاض فرماتے ہیں: یہ حدیث سارے علومِ شریعت کا مرجع ہے اور اسی سے تمام شرعی علوم نکلتے ہیں۔نووی فرماتے ہیں: بلکہ یہ اسلام کی بنیاد اور اصل ہے۔قرطبی فرماتے ہیں کہ اسے ام السنہ کہنا چاہیے کیونکہ اس میں سنت کے جملہ علوم سمو گئے ہیں۔ابن رجب نے کہا: یہ ایک عظیم حدیث ہے جو سارے دین کی شرح پر مشتمل ہے۔حدیث کی اسی اہمیت کی وجہ سے امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس سے کتاب الایمان کا آغاز فرمایا ہے۔

۲۔ یہ حدیث جن اہم سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ اسلام کیا ہے؟ ۲۔ایمان کیا ہے؟ ۳۔احسان کیا ہے؟ ۴۔قیامت کب آئے گی

۵۔ قیامت کی بعض علامتیں کیا ہیں؟

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کے تین مراتب (درجے) ہیں۔پہلا مرتبہ اسلام دوسرا مرتبہ ایمان اور تیسرا مرتبہ احسان ہے۔

۴۔ اس حدیث میں اسلام ظاہری اعمال پر اور ایمان باطنی اعمال پر مشتمل ہے،اور یہ اس وقت ہوگا جب اسلام اور ایمان کا ایک ساتھ ذکر ہو لیکن جہاں کہیں صرف اسلام یا صرف ایمان کا ذکر ہوگا تو دونوں ایک دوسرے پر مشتمل ہوں گے

اسلام کا لفظی معنیٰ جھک جانا اور فرمانبرداری کرنا ہے اور ایمان کا لفظی معنیٰ دل سے تصدیق کرنا اور سچا جاننا ہے۔

۵۔ اس حدیث میں طلب علم کے بعض آداب کی جانب اشارہ کیا گیا ہے،اچھی ہیئت اختیار کرنا،صاف ستھرے کپڑے پہننا،استاذ کے قریب بیٹھنا،توجہ سے سننا اور سوال وجواب کرنا وغیرہ

باتیں تعلیم وتعلم کے آداب میں داخل ہیں۔

۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرف وتقالید اور عادات وبدعات سے دین حاصل نہیں کیا جاتا ہے بلکہ دین کا تعلق اس علم سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعے رسول امین ﷺ پر نازل کیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ (وہ تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے)

اسلام کا پہلا رکن

لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا

(۱)۔ لا الہ الا اللہ کا معنیٰ ومفہوم: کلمہ لا الہ الا اللہ کے دو جزء ہیں۔ پہلا جزء (لا الہ) نفی اور دوسرا جزء (الا اللہ) اثبات ہے، نفی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا تمام معبودوں کا انکار کیا جائے اور اثبات سے مراد اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا اقرار کیا جائے، نفی اور اثبات دونوں مل کر توحید کا معنیٰ دیتے ہیں، کلمہ لا الہ الا اللہ کا معنیٰ یہ ہوا (نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ کے)۔

فائدہ: بعض نے اس کلمہ کا معنیٰ (نہیں ہے کوئی خالق سوائے اللہ کے) بعض نے (نہیں ہے کوئی حاکم سوائے اللہ کے) اور بعض نے (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے) لئے ہیں۔قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں لا الہ الا اللہ کے یہ معنیٰ صحیح نہیں ہیں۔

(۲)۔ لا الہ اللہ کے شروط: کلمہ لا الہ اللہ کے سات شروط ہیں۔قرآن مجید اور صحیح احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ کلمہ اس کے کہنے والے کیلئے اس وقت تک فائدہ مند نہ ہوگی جب تک کہ یہ شروط اس میں نہ پائے جائیں: علم، یقین، قبول، انقیاد، (تابعداری)، اخلاص، صدق، محبت

(۳) لا الہ الا اللہ کا تقاضا: اس کلمہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کلمہ کا اقرار کرنے والا اپنی تمام عبادتوں کو اللہ کیلئے خالص کرے اور ان میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

عبادت ہر اس قول وفعل کو کہتے ہیں جس میں انتہا درجہ کی عاجزی وذلت پائی جاتی ہے اور جس

سے اللہ خوش اور راضی ہوتا ہے۔عبادت کے انواع واقسام میں بعض قلبی جیسے: محبت، خوف، امید، انابت وتوجہ، خشیت ورہبت اور توکل وغیرہ ،بعض لسانی جیسے: حمد، تہلیل، تسبیح، استغفار، تلاوت اور دعا وغیرہ ،بعض بدنی جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ اور بعض مالی عبادتیں ہیں جیسے زکاۃ وصدقہ وغیرہ۔

(۴) محمد رسول اللہ کی گواہی کا معنیٰ: اس گواہی کا مطلب دل وزبان سے اس بات کا اقرار کرنا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔رسول کا مطلب وہ شخص جو کسی کا پیغام لے کر آتا ہے، شرعی اصطلاح میں رسول سے مراد وہ شخص جس کی جانب وحی کی گئی اور اسے تبلیغ کا حکم دیا گیا۔

(۵) محمد رسول اللہ کی گواہی کے تقاضے: محمد ﷺ کو رسول ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جن باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے انہیں بجالانا، جن باتوں کی آپ نے خبر دی ہے انہیں سچا ماننا، جن باتوں سے آپ نے روکا اور جھڑکی دی ہے ان سے پوری طرح بچنا اور اللہ کی عبادت صرف اس طریقہ پر کرنا جو آپ ﷺ نے بتلایا ہے۔

(۶) اطاعت رسول ﷺ کی شرعی حیثیت: اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم قرار دیا ہے، بلکہ رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور جو رسول کی نافرمانی کرتا ہے اسے گمراہ قرار دیا ہے۔ چونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اس لئے آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا۔

فائدہ: محمد رسول اللہ کی گواہی کی اسی اہمیت کے پیش نظر لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ دونوں کی گواہی کو ملا کر اسلام کا پہلا رکن قرار دیا گیا۔ کیونکہ ایک کے بغیر دوسرے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اسلام کا دوسرا رکن: نماز قائم کرنا

(۱) صلاۃ (نماز) کی تعریف: صلاۃ کا معنیٰ دعا کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں صلاۃ سے مراد ایسی قولی وفعلی عبادت جس کی ابتداء تکبیر تحریمہ اور اختتام سلام سے ہوتی ہے

(۲) نماز کا حکم: نماز اسلام کا دوسرا رکن اور شہادتین کے بعد سب سے بڑا فریضہ

ہے۔اس کی فرضیت کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔اور فرضیت کا اقرار کرتے ہوئے سستی وکاہلی سے اسے چھوڑنے والا فاسق ہےاور بعض اہل علم نے اسے بھی کافر قرار دیا ہے۔

(۳)اقامت صلاۃ سے مراد: نماز کو قائم کرنے کا مطلب اس کے شروط ،ارکان، واجبات اور سنتوں کی رعایت کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ اسے بجالانا۔اوران باتوں سے بچنا جن سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

(ا) نماز کے شروط: نماز کے چھ شروط ہیں: ا۔بدن، کپڑے اورنماز کی جگہ سے نجاست کو دور کرنا ۲۔چھوٹی اور بڑی ناپاکی سے پاک ہونا ۳۔ستر کو چھپانا ۴۔نماز کا وقت ہونا ۵۔قبلہ رخ ہونا ۶۔دل میں نماز کی نیت کرنا۔

فائدہ: ان شروط میں سے کوئی بھی شرط بغیر عذر کے چھوڑ دینے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

(ب) نماز کے ارکان: نماز کے چودہ ارکان ہیں:

ا۔ قیام (بشرط طاقت) ۲۔تکبیر تحریمہ کہنا ۳۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ۴۔رکوع کرنا ۵۔رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہونا ۶۔سات اعضاء پر سجدہ کرنا ۷۔دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا، ۸۔دوسرا سجدہ کرنا ۹۔آخری تشہد کیلئے بیٹھنا، ۱۰۔آخری تشہد میں التحیات پڑھنا ۱۱۔آخری تشہد میں درود پڑھنا ۱۲۔سلام پھیرنا ۱۳۔ تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا ۱۴۔تمام ارکان کو ترتیب وار ادا کرنا۔

فائدہ: ان ارکان میں سے کسی بھی رکن کو عمداً چھوڑنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔اور اگر سہواً چھوٹ جائے تو یاد آنے پر اس کو ادا کرکے سجدہ کرلینے سے نماز ادا ہوجاتی ہے۔

(ج) نماز کے واجبات: نماز کے آٹھ واجبات ہیں:۔

ا۔تکبیر تحریمہ کے سوا تمام تکبیرات کہنا ۲۔ سمع الله لمن حمده کہنا (امام اور منفرد کیلئے) ۳۔ربنا ولک الحمد کہنا (امام منفرد اور مقتدی کیلئے) ۴۔رکوع کی دعا پڑھنا ۵۔سجدے کی دعا پڑھنا ۶۔دوسجدوں کے درمیان دعا پڑھنا ۷۔پہلے تشہد کیلئے بیٹھنا ۸۔پہلے تشہد میں التحیات پڑھنا۔

فائدہ: ان واجبات میں سے کسی بھی ایک واجب کو عمداً چھوڑنے سے نماز باطل ہوجاتی

ہے۔اور اگر سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرلینے سے نماز درست ہوجائے گی۔

(د) نماز کی سنتیں: ارکان وواجبات کے علاوہ تمام افعال واقوال نماز کی سنتیں ہیں۔بعض سنتیں یہ ہیں: ا۔تکبیر تحریمہ،رکوع سے پہلے،رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے پر رفع الیدین کرنا ۲۔سینہ پر ہاتھ باندھنا ۳۔دعائے استفتاح پڑھنا ۴۔ تعوذ اور بسملہ پڑھنا ۵۔ آمین کہنا ۶۔پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت یا چند آیتیں پڑھنا ۷۔فجر،مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہری قرات کرنا ۸۔ظہر وعصر کی چار رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی آخری دو رکعتوں میں سری قرأت کرنا ۹۔رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا ۱۰۔رکوع میں سر کمر کے برابر رکھنا اور کمر بالکل سیدھی کرنا ۱۱۔سجدے میں دونوں بازووں کو پہلو سے اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھنا ۱۲۔ سجدے میں دونوں کہنیوں کو زمین سے دور رکھنا ۱۳۔دوسجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا ۱۴۔ پہلے تشہد میں التحیات کے بعد درود پڑھنا ۱۵۔آخری تشہد میں تورک کرنا (تورک کا مطلب بائیں پیر کو دائیں پیر کے نیچے سے نکال کر سرین کے بل بیٹھنا اور دایاں پیر کھڑا کرنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا) ۱۶۔آخری تشہد میں درود کے بعد ماثور دعائیں پڑھنا۔

فائدہ: ان سنتوں میں سے کوئی سنت سہواً چھوٹ جائے تو نماز درست ہوجائیگی مگر عمداً چھوڑنے سے اجر وثواب میں کمی ہوجاتی ہے۔

(۸) نماز کو باطل کرنے والے امور: ا۔کھانا، پینا ۲۔کھل کھلا کر ہنسنا ۳۔بغیر ضرورت کے زیادہ حرکت کرنا ۴۔بات کرنا ۵۔نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ۶۔نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا۔

اسلام کا تیسرا رکن: زکات ادا کرنا

(۱)۔ زکات کی تعریف: لغت میں زکات کا معنی زیادتی وپاکی کے ہیں ،شرعی اصطلاح میں اللہ کی عبادت کے خاطر مخصوص مال سے مخصوص شروط کے ساتھ مخصوص حق کو نکال کر مخصوص لوگوں تک پہنچانے کو زکات کہتے ہیں۔

(۲)۔ زکات کا حکم: زکات اسلام کا تیسرا رکن اور ایک اہم فریضہ ہے،زکات کی فرضیت کا منکر کافر ہے،اگر وہ جاہل ہوتو اسے سمجھایا جائیگا،فرضیت کا علم ہونے کے بعد اگر اس نے انکار کیا تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائیگا،اور جس نے فرضیت کے اقرار کے ساتھ بخل کی وجہ سے زکات دینے سے انکار کیا تو وہ فاسق ہوگا اور حاکمِ وقت اس سے قتال کرکے زکات وصول کریگا۔

(۳)۔ فرضیت زکات کی حکمتیں: ۱۔زکات نکالنے سے مال کی پاکی ہوتی ہے،اوراس میں برکت وزیادتی ہوتی ہے۔ ۲۔زکات کی ادائیگی سے مال والے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور بخل وحرص وغیرہ سے اس کے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب کئی گنا حاصل ہوتا ہے ۳۔ زکات کی ادائیگی سے فقراء ومساکین اور ضرورتمندوں کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ ۴۔زکات کی ادائیگی سے معاشرہ میں امن وامان قائم ہوتا ہے،محبت والفت کی فضا برقرار رہتی ہے اور معاشرہ سے کینہ وعداوت اور حسد وبغض جیسی بیماریوں کا خاتمہ ہوتا ہے ۵۔زکات کی ادائیگی سے معاشرہ خود کفیل بن جاتا ہے۔

(۴)۔ زکات واجب ہونے کے شروط: ۱۔اسلام: نہ کافر پر زکاۃ واجب ہے اور نہ اس کی زکات قبول ہوگی۔ ۲۔حریت (آزاد ہونا): غلام پر زکات واجب نہیں ہے،کیونکہ وہ اور اس کا مال اس کے مالک کیلئے ہیں۔ ۳۔ملکیت: ایسا مال جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اس پر زکات نہیں ہے ۴۔مال کا مقررہ نصاب کو پہنچنا: ایسے مال پر زکات نہیں ہے جو نصاب کی مقدار تک نہ پہنچے۔ ۵۔مال پر سال کا گزرنا (حولانِ حول)۔ اس سے زرعی پیداوار مستثنیٰ ہیں۔

(۵)۔ زکاتی اموال: ۱۔چوپائے (اونٹ ،گائے ،بکری) ۲۔سونا وچاندی اور نقدی اوراق ۳۔سامانِ تجارت ۴۔زرعی پیداوار ۵۔دفینہ (الرکاز) زکاتی اموال ہیں۔

(۶) مقررہ نصاب اور مقدار زکات

أ۔(چوپائے)

اونٹ میں ۵ سے کم اونٹ میں زکات نہیں ہے اور جب ان کی تعداد ۵ تک پہنچ جائے تو ۲۴ اونٹ تک ہر ۵ اونٹ پر ایک بکری زکات میں دی جائیگی (اونٹ کی تعداد ۲۴ سے زیادہ ہو تو اس کی الگ تفصیل ہے)۔ اور **گائے** میں ۳۰ سے کم گائے میں زکات نہیں ہے لیکن جب ان کی تعداد ۳۰ سے زائد ہو تو ہر ۳۰ پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی اور ۴۰ پر دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی زکات میں دی جائیگی۔ اور **بکریوں** میں ۴۰ سے کم بکریوں پر زکات نہیں،لیکن جب ان کی تعداد ۴۰ تک پہنچ جائے تو ۴۰ سے ۱۲۰ تک ایک بکری، ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں، ۲۰۱ سے ۳۰۰ تک تین بکریاں اور ۳۰۰ سے زائد ہر ۱۰۰ پر ایک بکری زکات میں دی جائیگی۔

ب۔ (سونا چاندی اور نقدی اوراق): ۱۔سونا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ یا ۸۵ گرام) تک پہنچ جائے تو اس پر نصف دینار یعنی چالیسواں حصہ زکات واجب ہوتی ہے۔ ۲۔چاندی ۲۰۰ درہم (ساڑھے باون تولہ یا ۵۹۵ گرام) ہوتو اس پر ۵ درہم یعنی چالیسواں حصہ زکات واجب ہوتی ہے۔ ۳۔نقدی اوراق سے سونا یا چاندی کے اعتبار سے زکات نکالی جائے گی۔

ج۔ (سامان تجارت): اس کا نصاب ومقدار زکات وہی ہے جو سونے اور چاندی کا ہے،دونوں میں سے کسی ایک کے اعتبار سے اس کی زکات نکالی جائے گی۔

فائدہ: سامانِ تجارت سے زکات نکالنے میں اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو زکات نکالنے کے وقت ہوگی۔

د۔ (زرعی پیداوار): زرعی پیداوار پانچ وسق (۲۰ من یا ۶۰۰ کلوگرام) تک پہنچ جائے تو اس سے دسواں یا بیسواں حصہ زکات میں نکالا جائیگا۔بارش یا نہروں کے پانی سے پیداوار ہونے کی صورت میں عُشر یعنی دسواں حصہ اور محنت ومشقت سے سیرابی ہوگی تو نصف عُشر یعنی بیسواں حصہ زکات میں نکالا جائے گا۔

ھ۔ (دفینے): ایسے دفینے جو بغیر کسی مشقت اور مال خرچ کئے حاصل ہوتے ہیں ان میں پانچواں حصہ زکات میں نکالا جائیگا۔

(۷)۔ زکاۃ کے مصارف: زکاۃ کے کل آٹھ مصارف ہیں: ۱۔فقراء ۲۔مساکین ۳۔عاملین زکات ۴۔ان کیلئے جن کے دلوں کو جوڑنا مقصود ہو ۵۔گردن چھڑانے میں ۶۔قرض دار ۷۔اللہ کی راہ میں ۸۔مسافر

اسلام کا چوتھا رکن: رمضان کا روزہ رکھنا

۱۔ ماہِ رمضان کے روزوں کی فرضیت اور حکم: ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان کی ابتداء میں رمضان کے روزے فرض ہوئے، روزوں کی فرضیت کے بعد نبی ﷺ نے کل نو رمضان روزے رکھے، ماہ رمضان کا روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے، جس نے اس کی فرضیت کا انکار کیا وہ کافر اور اسلام سے مرتد ہوگا، اور جو کوئی اس کی فرضیت کا اقرار کرتے ہوئے روزہ نہ رکھے وہ فاسق ہوگا۔

فائدہ: رمضان کا آغاز اور اختتام کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے ابر یا کسی اور وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کی گنتی مکمل کر لی جائے گی۔

۲۔ صیام رمضان کے وجوب کی شرطیں: صیام رمضان کے وجوب کی چھ شرطیں ہیں: اسلام، عقل، بلوغت، صحت وتندرستی، اقامت، اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

۳۔ روزہ کی تعریف: روزہ کو عربی میں صوم یا صیام کہا جاتا ہے۔صوم کا معنی لغت میں رک جانا ہے اور شرعی اصطلاح میں صوم سے مراد اللہ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے، پینے، جماع کرنے اور دیگر ایسی تمام چیزوں سے رک جانا جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۴۔ روزہ کے فوائد:

(۱)۔ روزہ تزکیہ نفس اور حصول تقویٰ کا بہترین ذریعہ ہے

(۳)۔روزہ انسان کو ضبط نفس اور صبر کا عادی بناتا ہے

(۲)۔روزہ خیر کثیر اور اجر عظیم کے حصول کا ذریعہ ہے۔

۵۔ روزہ کے ارکان: ۱۔صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے، پینے، جماع

کرنے اور روزہ توڑنے والی دیگر چیزوں سے رک جانا ۲۔روزہ کی نیت کرنا

فائدہ: فرض روزہ کے لئے صبح صادق سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے جبکہ نفل روزہ کیلئے صبح صادق کے بعد بھی نیت کی جاسکتی ہے۔بشرطیکہ صبح سے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۶۔ روزہ کی حالت میں مستحب کام: سحری کھانا، سحری کھانے میں تاخیر کرنا، افطار میں جلدی کرنا، صدقہ دینا، تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہنا، روزہ دار کو افطار کروانا، نیک اعمال بکثرت انجام دینا، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑوں سے دور رہنا اور اگر کسی نے اس پر آمادہ کیا تو اسے یہ کہنا کہ میں روزہ سے ہوں۔

۷۔ روزہ کی حالت میں مکروہ کام: کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا، بیوی کا بوسہ لینا ایسے شخص کیلئے جو اپنی شہوت پر کنٹرول نہ کر سکے، تھوک اور بلغم کو نگلنا اور بغیر ضرورت کے کھانے پینے کی چیزوں کو چکھنا۔

۸۔ روزہ توڑنے والی چیزیں:

۱۔جان بوجھ کر کھانا پینا ۲۔ایسی چیزیں جو کھانے اور پینے کے حکم میں ہیں ۳۔جماع اور مباشرت کرنا ۴۔ایسے امور جو جماع ومباشرت کے حکم میں ہیں ۵۔جان بوجھ کر قئی کرنا ۶۔پچھنا لگانا ۷۔ایسے امور جو پچھنا لگوانے کے حکم میں ہیں ۸۔حیض اور نفاس کا خون نکلنا ۹۔افطار کی نیت کرنا

۹۔ روزہ کی قضا اور فدیہ: ۱۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر کے رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو اس پر توبہ واستغفار کے ساتھ ماہ رمضان کے بعد اس دن کا روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر کسی نے عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا تو وہ رمضان کے بعد اس کی قضا کرے گا ۲۔اگر جماع کی وجہ سے کسی کا روزہ فاسد ہو جائے تو اس پر توبہ واستغفار کے ساتھ اس دن کا قضا اور کفارہ واجب ہے۔کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے، اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے، اور اس کی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔۳۔اگر کسی پر فرض روزہ ہو اور وہ اس کی قضا کیے بغیر مر جائے تو اس کی جانب سے فدیہ دیا جائے گا یا پھر اس کے وارث روزہ رکھیں گے۔

۱۰۔رمضان میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں: پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جن

پر رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے، یہ وہ ہیں جن میں روزہ کے وجوب کی تمام شرطیں پائی جائیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کیلئے ماہِ رمضان میں روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے مگر بعد میں قضا کرنا ضروری ہے جیسے مسافر و مریض۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کیلئے ماہِ رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور فدیہ واجب ہے جیسے دائمی مریض یا کھوسٹ بوڑھا۔ چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جن کیلئے ماہ رمضان میں روزہ رکھنا حرام ہے اور بعد میں قضا واجب ہے جیسے حیض و نفاس والی عورتیں۔

فائدہ: روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے یا نصف صاع (تقریباً ڈیڑھ کلو) چاول وغیرہ صدقہ کرنا ہے۔

۱۱۔ نفل روزے: روزہ کی دو قسمیں ہیں: فرض اور نفل۔ نذر، کفارہ اور رمضان کے روزے فرض ہیں۔ صوم داؤدی، شوال کے چھ روزے، غیر حاجی کیلئے نویں ذوالحجہ کا روزہ، محرم و عاشورہ، شعبان کے اکثر ایام، ہر ماہ ایام بیض اور ہر ہفتہ پیر و جمعرات کے روزے نفل ہیں۔ ان کے علاوہ خاص طور سے جمعہ یا ہفتہ یا اتوار کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ صوم دہر، رمضان کے استقبال میں ایک یا دو دن کا روزہ رکھنا، رمضان سے پہلے یوم شک (شعبان کی تیسویں تاریخ) کا احتیاطاً روزہ رکھنا، عیدین اور ایام تشریق میں روزہ سے رہنا حرام ہے۔ قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے حاجی کیلئے قربانی کے عوض ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

اسلام کا پانچواں رکن : بیت اللہ کا حج کرنا

۱۔ حج کا لغوی و شرعی معنی: حج کا معنی قصد و ارادہ کرنا ہے اور شرعی اصطلاح میں اللہ کی عبادت کیلئے مخصوص دنوں میں مخصوص اعمال انجام دینے کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔

۲۔ حج کی فرضیت اور حکم: راجح قول کے مطابق حج سنہ ۹ ھ میں فرض ہوا۔ یہ اسلام کا پانچواں رکن ہے اور ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔

۳۔ حج کی فضیلت:

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور (مقبول) (بخاری و مسلم)

(۲)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور دوران حج بے حیائی اور فسق و فجور کے کام نہیں کئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہو کر لوٹ جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا (بخاری و مسلم)

(۳)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عمرہ سے عمرہ اپنے درمیان سرزد ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول) کا سوائے جنت کے کوئی اور بدلہ نہیں ہے (بخاری و مسلم)

(۴)۔ حج کے مخصوص ایام اور اعمال: حاجی (۸ ذوالحجہ) کو چاشت کے وقت احرام میں تلبیہ پکارتے ہوئے منیٰ جائے اور وہاں ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور فجر کی نماز اپنے اپنے وقت میں قصر کے ساتھ پڑھے۔ (۹ ذوالحجہ) کو سورج نکلنے کے بعد تلبیہ و تکبیر کہتے ہوئے عرفہ جائے اور عرفہ میں ظہر کے وقت ظہر و عصر قصر و جمع کے ساتھ پڑھ کر سورج ڈوبنے تک میدان عرفات میں وقوف کرے اور نہایت عاجزی و گریہ زاری کے ساتھ ذکر و دعا میں مشغول رہے۔ سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر تلبیہ و تکبیر کہتے ہوئے مزدلفہ کی جانب سکون و اطمینان کے ساتھ جائے اور وہاں پہنچ کر مغرب و عشاء قصر و جمع کے ساتھ پڑھے اور صبح تک سو جائے۔ (۱۰ ذوالحجہ) کو صبح کی نماز اول وقت میں مزدلفہ میں پڑھ کر وقوف کرے اور ذکر و دعا میں مشغول رہے اور جب صبح روشن ہو جائے تو سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کیلئے روانہ ہو جائے اور راستہ سے اس روز کی رمی کیلئے سات کنکریاں چن لے، منیٰ پہنچکر جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور تلبیہ پکارنا بند کر دے پھر قربانی کرے پھر بال مونڈ کر یا کم کر کے احرام کھول لے اور سادہ لباس میں مکہ آکر کعبہ کا طواف کرے اور پھر رات منیٰ میں گزارے۔ (۱۰ ویں ذوالحجہ کے اعمال رمی، نحر، حلق اور طواف و سعی میں تقدیم و تاخیر جائز ہے لیکن رمی، حلق اور طواف افاضہ میں سے کوئی دو عمل کر کے احرام کھول

سکتا ہے)۔ (۱۱ ذوالحجہ) کو زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے او ررات منی میں گزارے۔(۱۲ذوالحجہ) کوزوال کے بعد تینوں جمرات کوکنکریاں مارےاورسورج ڈوبنے سے پہلے مکہ واپس آئے۔اگرکوئی چاہے تو ۱۲ کی رات وہاں گزارکر (۱۳ذوالحجہ) کوزوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارکرمکہ واپس آ سکتا ہے۔

(۴)۔ حج کے ارکان وواجبات: حج کے کل چارارکان ہیں: ۱۔احرام باندھنا ۲۔عرفہ میں وقوف کرنا ۳۔طواف زیارت کرنا ۴۔صفاومروہ کی سعی کرنا۔ حج کے کل سات واجبات ہیں: ۱۔میقات سے احرام باندھنا ۲۔دن میں وقوف کرنے والے کیلئے سورج ڈوبنے تک میدان عرفات میں ٹھہرنا ۳۔مزدلفہ میں رات گزارنا ۴۔یوم النحر میں جمرہ عقبہ اورایام تشریق میں تینوں جمرات کوکنکریاں مارنا ۵۔پورے سر کے بال مونڈنا یا کم کرنا ۶۔ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ۷۔مکہ چھوڑتے ہوئے طواف وداع کرنا۔

فائدہ: رکن کے بغیر حج نہیں ہوگا اور واجب کے چھوٹنے پر دم سے اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔دم کا مطلب حدودحرم میں ایک بکرایا بکری ذبح کرکے اس کا گوشت فقرائے حرم میں تقسیم کرنا۔

ارکانِ ایمان
اللہ تعالی پر ایما ن لانا

اللہ تعالی پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے: ۱۔اللہ تعالی کے وجود پر ایمان لانا ۲۔اللہ تعالی کی ربوبیت پر ایمان لانا ۳۔اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر ایمان لانا ۴۔اللہ تعالی کی الوہیت پر ایمان لانا۔

اللہ تعالی کے وجود پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالی اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ عزوجل اپنی ذات کے ساتھ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر بلند ہے۔کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے۔

اللہ تعالی کی ربوبیت پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالی ہی اس

کائنات کا خالق ومالک ورازق ومدبر اور حاکم ہے۔کوئی اس میں اس کا شریک نہیں ہے۔اس کو توحید ربوبیت کہتے ہیں۔

اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالی کے اچھے نام اور بلند صفات ہیں۔ان ناموں اور صفات کو اللہ تعالی کیلئے ایسے ہی ثابت کرنا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول سے وارد ہیں۔اس کو توحید الاسماء والصفات کہتے ہیں۔

اللہ تعالی کی الوہیت پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ جو بھی معبود ہیں وہ سب جھوٹے اور باطل ہیں۔اس کو توحید الوہیت یا توحید عبادت کہتے ہیں۔

فائدہ: توحید ربوبیت میں افعال اللہ کے ہوتے ہیں جن میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور توحید الوہیت میں افعال بندوں کے ہوتے ہیں جنہیں وہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے انجام دیتا ہے۔ان میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا

فرشتوں پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے: ۱۔فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ۲۔جن کے نام معلوم ہیں ان پر تفصیلاً اور جن کے نام معلوم نہیں ہیں ان پر اجمالاً ایمان لانا ۳۔کتاب وسنت میں وارد ان کی صفات پر ایمان لانا ۴۔کتاب وسنت میں وارد ان کے اعمال ووظائف پر ایمان لانا۔

فرشتوں کے وجود پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ ملائکہ اللہ تعالی کی غیبی مخلوق ہیں جنہیں اللہ نے نور سے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالی نے ان کے ذمہ چند کام سپرد کئے ہیں جنہیں انجام دینے کیلئے وہ کائنات میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ان کی تعداد کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

فرشتوں پر تفصیلی واجمالی ایمان لانے کا مطلب جن کے نام معلوم ہیں ان پر ان کے ناموں کی تفصیل کے ساتھ اور جن کے نام نہیں معلوم ہیں ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا۔قرآن وسنت میں جن

فرشتوں کے نام وارد ہیں ان میں چند یہ ہیں: جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت

فرشتوں کی صفات پر لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ قرآن وسنت میں ان کی جو صفات وارد ہیں وہ برحق ہیں۔قرآن وسنت میں واردان کی صفات میں سے چند یہ ہیں: وہ غیبی مخلوق ہیں، بہت طاقتور ہیں، ان کے بازو ہیں، مختلف صورتیں بدلنے پر انہیں قدرت ہے، نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، اللہ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، اوپر چڑھتے اور نیچے اترتے ہیں، بزرگ بندے ہیں، اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں، کبھی کبھی بعض انسانوں کو نظر آجاتے ہیں، محبت کرتے ہیں، ناپسند کرتے ہیں، شرم کرتے ہیں، بولتے ہیں، دیکھتے اور سنتے ہیں۔

فرشتوں کے اعمال پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا قطعی اعتقاد رکھنا کہ کتاب وسنت میں ان کے جو اعمال وارد ہیں وہ حق ہیں۔قرآن وسنت میں واردان کے اعمال میں سے چند یہ ہیں: وحی پہنچانے کی ذمہ داری، پہاڑوں کی ذمہ داری، رحم مادر کی ذمہ داری، صور پھونکنے کی ذمہ داری، قبر میں سوال کرنا، بندوں کی حفاظت کرنا، بندوں کے اعمال لکھنا، بادل کی ذمہ داری، روح قبض کرنا اور جنت وجہنم کی ذمہ داری، ذکر کی مجلس میں حاضر ہونا، مؤمنوں کیلئے دعائے مغفرت ورحمت کرنا۔

اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا

اللہ کی کتابوں سے مراد وہ کتابیں جنہیں اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کیلئے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں۔

اللہ کی کتابوں پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے:

اولاً: اس بات کی تصدیق کرنا کہ یہ اللہ عزوجل کی جانب سے نازل کردہ ہیں

ثانیاً: ان کتابوں میں سے جن کے نام ہمیں معلوم ہیں ان پر ان کے ناموں کے ساتھ اور جن کے نام ہمیں معلوم نہیں ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا جیسے قرآن مجید ہمارے رسول ﷺ پر، تورات موسی علیہ السلام پر، انجیل عیسی علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر اور صحیفے ابراہیم وموسی علیہما

السلام پر نازل ہوئے۔

ثالثاً: ان میں وارد اخبار وآیات کی تصدیق کرنا۔یعنی قرآن مجید کی تمام خبروں وآیتوں اور سابقہ کتابوں کی صرف ان خبروں اور آیتوں کی تصدیق کرنا جن میں تحریف وتبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

رابعاً: ان کے غیر منسوخ احکام پر عمل کرنا۔

فائدہ: قرآن مجید کے نزول کے بعد سابقہ کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں۔لہذا اب صرف قرآن مجید پر ہی عمل ہوگا۔

اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا

رسول کا لغوی معنی قاصد وفرستادہ کے ہیں۔رسول ہر اس انسان کو کہتے ہیں جس کی جانب کسی شریعت کی وحی کی گئی اور اسے اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا۔رسولوں میں سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں۔ان میں نوح، ابراہیم، موسی، عیسیٰ اور ہمارے رسول محمد علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کو اولو العزم رسول کہا جاتا ہے۔کسی ایک رسول کا انکار سارے رسولوں کا انکار ہے۔اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی قوم کو تمام رسولوں کو جھٹلانے والی قوم قرار دیا۔حالانکہ اس وقت ان کے سوا کوئی دوسرا رسول نہیں آیا تھا۔

تمام رسول بشر اور مخلوق ہیں، ان میں سے کسی میں بھی ربوبیت والوہیت کی کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی ہے حتی کہ رسولوں کے سردار ہمارے نبی محمد ﷺ اپنے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ میں تو تم جیسا ہی ایک بشر ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو اسی طرح میں بھی بھولتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔(صحیح بخاری) نیز اللہ تعالی نے ان رسولوں کی اعلی وارفع معامات میں عبد یعنی بندہ سے تعریف وثنا بیان فرمائی ہے۔اور جو عبد ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے۔

رسولوں پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے: ۱۔اس بات پر ایمان لانا کہ ان کی رسالت اللہ کی جانب سے اور برحق تھی ۲۔جن رسولوں کے نام ہمیں معلوم ہیں ان پر ان کے ناموں کے ساتھ اور جن

کے نام معلوم نہیں ہیں ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا ۳۔ان کی جو خبریں صحت کے درجہ کو پہنچی ہیں ان کی تصدیق کرنا ۴۔ان رسولوں میں سے جو ہمارے پاس رسول بنا کر بھیجے گئے ان کی شریعت پر عمل کرنا۔اور وہ بلاشبہ ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں۔

ہمارے رسول ﷺ تمام انسانوں کی طرف بھیجے گئے رسول ہیں۔لہذا آپ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِيۤ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً﴾ (النساء: ۶۵) پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ فرما دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اسے خوشی کے ساتھ تسلیم کر لیں۔

فائدہ: ہر امت کی جانب رسول یا نبی کو بھیجا گیا۔رسول اسے کہتے ہیں جسے مستقل شریعت دے کر بھیجا گیا اور نبی اسے کہتے ہیں جسے اس سے پہلے کے رسول کی شریعت کی وحی کی گئی تا کہ وہ اس کی تجدید کرے۔اور کبھی ایک ہی شخص کو نبی و رسول کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں نبی اسے کہیں گے جس کی جانب وحی کی گئی اور اسے تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا اور جب اسے تبلیغ کا حکم دیدیا جائے تو پھر وہ رسول ہو جاتا ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان لانا

یوم آخرت سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن لوگوں کو حساب و کتاب اور جزا اور سزا کیلئے اٹھایا جائے گا۔اسے یوم آخرت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو اس کے بعد کوئی اور دن نہیں ہوگا۔

قیامت پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے: ۱۔بعث و نشور پر ایمان ۲۔حساب و کتاب اور جزاء و سزا پر ایمان ۳۔جنت اور جہنم پر ایمان ۴۔مرنے کے بعد قبر کے احوال پر ایمان لانا۔

بعث و نشور پر ایمان کا مطلب یہ اعتقاد رکھنا کہ قیامت کے دن مُردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، جب صور

میں دوسری مرتبہ پھونک ماری جائے گی تو اس وقت سارے انسان ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جائیں گے۔

حساب و کتاب اور جزا و سزا پر ایمان کا مطلب یہ اعتقاد رکھنا کہ قیامت کے دن بندہ سے اس کے عمل کا حساب لیا جائے گا اور اس پر اس کو بدلہ دیا جائے گا۔

جنت و جہنم پر ایمان کا مطلب یہ اعتقاد رکھنا کہ جنت نعمتوں کا گھر ہے جسے اللہ تعالی نے مؤمنین اور متقین کیلئے تیار کیا ہے اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ تعالی نے ظالموں اور کافروں کیلئے تیار کیا ہے۔اور یہ دونوں مخلوق کا دائمی ٹھکانہ ہیں۔جنت کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا ہوگا۔اور جہنم کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں مختلف قسم کے عذاب اور سزائیں دی جائیں گی جن کا دلوں میں تصور نہ آیا ہوگا۔مرنے کے بعد قبر کے احوال میں وہ ساری باتیں داخل ہیں جو موت کے بعد واقع ہوتی ہیں مثلاً فتنہ قبر، عذاب قبر اور آسائش قبر وغیرہ۔

تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لانا

تقدیر قدر سے ماخوذ ہے، اس کا معنی اندازہ و تخمینہ لگانا ہے۔تقدیر پر ایمان چار باتوں سے مکمل ہوتا ہے۔۱۔اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالی ازل سے ابد تک ہر چیز کو اجمالا و تفصیلا دونوں اعتبار سے جانتا ہے ۲۔اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھدیا ہے ۳۔اس بات پر ایمان کہ کائنات میں کوئی چیز اللہ تعالی کی مشیت کے بغیر وجود میں نہیں آتی ہے۔ ۴۔اس بات پر ایمان کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔

سوال نمبر(۱) بندہ کو اپنے کونسے افعال میں قدرت و مشیت حاصل ہے؟

ج: بندہ کو اپنے اختیاری افعال میں قدرت و مشیت حاصل ہے، البتہ یہ مشیت و قدرت اللہ تعالی کی مشیت و قدرت کے تابع ہے۔

سوال نمبر(۲) کیا واجبات وفرائض کے ترک اور معاصی کے ارتکاب میں تقدیر سے حجت پکڑنا جائز ہے؟

ج: واجبات وفرائض کے ترک اور معاصی وگناہوں کے ارتکاب میں تقدیر کو دلیل بنانا باطل ہے۔ کیونکہ ۱۔ اگر تقدیر سے دلیل پکڑنا جائز ہوتا تو اللہ تعالی ان لوگوں کو عذاب نہ دیتا جنہوں نے تقدیر کو اپنے برے اعمال کیلئے دلیل بنایا ۲۔ بخاری ومسلم میں ہے: ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ! کیا ہم تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل کو چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں عمل کئے جاؤ، کیونکہ ہر آدمی کیلئے اس کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔ اگر گناہوں کے ارتکاب میں تقدیر سے دلیل پکڑنا جائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ اسے عمل کا حکم نہ دیتے ۳۔ اگر تقدیر سے دلیل پکڑنا جائز ہوتا تو پھر بندوں کو کچھ باتوں کا حکم اور کچھ باتوں سے منع نہ کیا جاتا ۴۔ تقدیر ایک مخفی راز ہے اور جب ہی معلوم ہوسکتا ہے جب وہ چیز ہوجائے، لہذا آدمی اس چیز کو دلیل بنا کر عمل کیسے چھوڑ سکتا ہے جو اس کے علم میں نہیں ہے ۵۔ انسان اپنے دنیاوی معاملات میں فائدہ مند امور کے حصول کیلئے محنت وکوشش کرتا ہے اور تقدیر کا سہارا لے کر اسے چھوڑ نہیں دیتا۔ تو پھر وہ اپنے دینی معاملات میں تقدیر سے حجت پکڑ کر عمل سے اعراض کیسے کرسکتا ہے ۶۔ اگر ایسے شخص پر جو تقلید کو دلیل پکڑ کر عمل سے منہ موڑتا ہے اس پر کوئی ظلم کرے اور کہے کہ مجھے ملامت نہ کرو یہ تو تقدیر میں لکھا ہوا تھا تو وہ شخص اس دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔ جب وہ اپنے اوپر ظلم میں تقدیر کی دلیل کو قبول کرنے تیار نہیں تو پھر اللہ کی معصیت میں تقدیر کو دلیل کیسے بنا سکتا ہے؟

فائدہ: تقدیر کے باب میں دو قسم کے لوگ گمراہ ہوئے۔ پہلی قسم کو جبریہ کہا جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے عمل میں مجبور محض ہے اور اس میں اس کے ارادہ وقدرت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ دوسری قسم کو قدریہ کہا جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے عمل میں مستقل بالذات ہے اور اس میں اللہ کی مشیت وارادہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ عقل وشرع دونوں اعتبار سے یہ دونوں باتیں باطل ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ بندہ کی اپنی مشیت وارادہ ہے مگر یہ مشیت وارادہ اللہ تعالی کی مشیت وارادہ کے تابع ہے۔

دین کا تیسرا درجہ: احسان

احسان کا معنی کسی کام کو اچھی طرح اور مکمل طور سے انجام دینا۔ اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ اس میں اخلاص اور نبی ﷺ کی مکمل متابعت ہو۔ احسان کا ایک ہی رکن ہے مگر اس کے دو درجے ہیں۔ پہلا اور اونچا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی عبادت اس طرح کرے گویا وہ اپنے معبود اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ کیفیت نہیں پیدا ہورہی ہے تو کم ازکم یہ یقین تو کرلے کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے۔

احسان کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم اللہ کی عبادت میں احسان کو اپنانا ہے اور دوسری قسم مخلوق کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ دونوں قسم کا احسان اسی وقت مکمل ہوسکے گا جبکہ اس کا کو انجام دینے والا اس احساس سے اس کام کو انجام دے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم ازکم یہ یقین ہو کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

دین اسلام کی بعض خصوصیات

۱۔ دین اسلام ہی اللہ تعالی کے پاس مقبول دین ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ادیان کا اللہ تعالی کے پاس کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲۔ دین اسلام وہ دین ہے جسے لے کر سارے انبیاء اور آخر میں ہمارے نبی ﷺ آئے۔ نبیوں کے درمیان شریعتوں میں اختلاف رہا مگر عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

۳۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات دین ہے۔ قیامت تک آنے والے سارے مسائل کا حل اس دین میں موجود ہے۔

۴۔ دین اسلام سارے جن وانس کیلئے ہے اور ہر جگہ وہر زمانہ کیلئے ہے۔

۵۔ دین اسلام کے دو مصادر ہیں: ۱۔ قرآن مجید ۲۔ احادیث صحیحہ

۶۔ دین اسلام آسان دین ہے۔

۷۔ دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ عزوجل نے اپنے اوپر لے لی ہے۔ اس لئے یہ دین آج بھی اسی شکل میں موجود ہے جیسا کہ عہد رسالت وعہد صحابہ میں تھا۔